بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً ربع صدی تک بالاقساط قرآن مجید نازل ہوتا رہا۔ اس مدت میں اسلام کی تبلیغی تحریک عہدِ طفولت سے گزرتی ہوئی نقطۂ کمال تک پہنچی۔ اس نے مختلف مراحل طے کئے، دینی تعلیم، تبلیغِ دین کی جدوجہد، افراد کی تعمیر، معاشرہ کی اصلاح اور سماجی برائیوں کے خلاف مہم، وطن سے ہجرت، اسلامی حکومت کی تاسیس، باطل اور تخریبی قوتوں کے خلاف مسلسل منظم جہاد، اخلاقی و روحانی تربیت اور بلند مقاصد کے حصول کے لئے پیہم اقدام (جہادِ اکبر) جاری رہا۔ آپؐ کتاب اللہ کی ہدایات کے مطابق قوم کو بتدریج صراطِ مستقیم پر ترقی کے مراحل طے کراتے رہے، کبھی عفو و صفح سے کام لیا اور ظلم و استبداد کے سامنے اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کرتے ہوئے صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، کبھی جہل و کفر کے خلاف قوت سے کام لے کر کافروں اور ظالموں کو بے راہ روی سے روکا۔ الغرض آپؐ نے مختلف احوال و ظروف میں مقتضیاتِ زندگی کے مناسب احکامِ الٰہی کو نافذ کیا اور اپنے بعد آنے والوں کے لئے یہ اسوۂ حسنہ چھوڑا کہ وہ حسبِ حالات و مقتضیاتِ کتاب اللہ کی روشنی میں اپنے مسائل حل کرتے رہیں۔

تحریکِ پاکستان کی کامیابی کے لئے برِّصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو مختلف مراحل سے گ
پڑا۔ مسلمانوں کو متحد کرنا، ہندوؤں کے استبداد اور برطانوی استعمار سے نجات حاصل کرنا
اصولوں کے مطابق
اپنی زندگی گزارنے کے لئے پاکستان کے نام سے ایک خود مختار حکوم

جیسے عظیم امور کے لئے بے مثال قربانیوں اور پرسوز و بلند نگہ قیادت کی ضرورت تھی۔ اللہ کے فضل و کرم نے توفیق بخشی اور ایک ابھرنے والی قوم کی طرح برصغیر کی امتِ مسلمہ میر کارواں قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی رہنمائی میں اپنا سفر طے کرتی رہی اور دنیا کے نقشہ پر ایک نئی مملکت پاکستان کے نقوش بڑی آب و تاب کے ساتھ نمایاں ہوگئے۔

استقلال کی نعمت حاصل ہوئے تیئیس سال گزر چکے ہیں اور ہماری تمناؤں نے محسوس پیکر میں پاکستان کی صورت اختیار کرلی ہے۔ ظہور پاکستان کے بعد ہمارے حالات یقیناً حصول پاکستان کی جدوجہد سے مختلف ہیں۔ ایک اسلامی حکومت کے تحت مسلمانوں کی زندگی میں نہ بے مقصدیت باقی رہتی ہے اور نہ لامرکزیت، اس میں شک نہیں کہ آزادی کے بعد اس مدت میں ہم نے مختلف میدانوں میں ترقی کی ہے لیکن ابھی تک اس ترقی میں وہ روح ابھر کر سامنے نہیں آئی جس کے لئے ہم نے ایک جداگانہ مملکتِ پاکستان کا مطالبہ کیا تھا، ہمیں مملکت پاکستان کو اسلامی اصولوں کے مطابق ایک ایسی مثالی مملکت بنانا ہے جہاں اللہ کے احکام نافذ کئے جائیں اور دنیا کے دو متصادم نظاموں کے مقابلہ میں ایک تیسرا اسلامی نظام فکری و عملی طور پر پیش کرکے اس کی عظمت و برتری اور میانہ روی ثابت کی جائے۔ اسلام کے نام اور اسلامی سانچہ میں اپنی زندگی ڈھالنے کے وعدہ پر پاکستان حاصل کرنے کی وجہ سے حکومتِ پاکستان اور یہاں کے عوام سے اللہ، اس کے رسول اور اسلام کا یہی مطالبہ ہے کہ وہ یہاں اسلامی نظام جاری کریں، ہم نے اللہ سے اور عوام سے جو وعدہ کیا تھا وہ سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے وفا کیا جائے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلامی تجربہ گاہ کے طور پر پاکستان حاصل کرنا ایک عظیم الشان کامیابی ہے اور یہ اسلام کے تبلیغی مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے نہ کہ منتہی و مقصود اعلیٰ۔

مناسب ہوگا کہ اس موقع پر ہم اسلامی حکومت کا مفہوم متعیّن کرلیں، واضح رہے کہ اسلامی حکومت اللہ کے احکام کو ملک میں جاری کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے، یہ حکومت مجبوروں، مظلوموں اور کمزوروں کی مدد کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مشیت و رضا کو بروئے کار لاتی ہے۔ اللہ کے بندوں میں اللہ کے پسندیدہ طریقوں کو رائج کرنے کا بیڑا اٹھاتی ہے۔ وہ اللہ کے بندوں کی برائیوں کا اللہ کی مرضی کے مطابق ازالہ کرتی نیز اللہ اور اس کے رسول کے کئے ہوئے وعدوں

کو پورا کرنے کی ضمانت دیتی ہے، وہ اقامت صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند ہوتی ہے۔ وہ ہر دم اللہ کی گرفت اور اس کے عذاب سے خائف، اور اللہ کی رحمت اور اس کے انعام و احسان کی امیدوار رہتی ہے۔ اسلامی حکومت، اس کے عہدہ دار اور اس کی رعایا خود کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کرنے کا مکلّف سمجھتے ہیں، اسلامی حکومت کا سربراہ خود کو سب سے زیادہ اللہ کے سامنے جوابدہ اور اس سے قریب تر تصوّر کرتے ہوئے ان تمام ذمہ داریوں کا بار شدت سے محسوس کرتا ہے جن کا اللہ نے اپنے بندوں کے لئے ذمّہ لیا ہے۔

آئیے اسلامی مملکت کے اس مفہوم کو بعض مثالوں کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کریں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔ "ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضیٰ لعبادہ الکفر (۳۹/۷) اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔

یہ آیت وضاحت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر کو پسند نہیں فرماتا۔ اس ارشادِ الٰہی کے مطابق ایک اسلامی مملکت بھی کفر کو پسند نہیں کرے گی۔ اس کا فریضہ ہوگا کہ وہ اپنی حدود میں کفر کو ناپسندیدہ قرار دے، اور اللہ کے ایسے بندوں کو جو جہالت، غلط فہمی یا کسی اور حجاب کے باعث کفر کی خباثت و نجاست میں مبتلا ہوں راہ راست پر لائے، ایسا ماحول پیدا کرے جس سے کفر اپنی مکروہ شکل میں سامنے آجائے اور اللہ کے بندے اس پر رضامند نہ رہیں۔

اسلامی مملکت کا فریضہ ہوگا کہ وہ ان تمام علوم میں تحقیق کرے اور انہیں پھیلائے جن سے اللہ کی یہ مرضی پوری ہونے میں مدد ملتی ہو، نیز ناخواندگی اور ان تمام جہالتوں سے عوام کو باز رکھے جن کی سرحدیں کفر سے جا ملتی ہوں۔

قرآن مجید بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت کے لئے علم ضروری ہے جس قدر علم میں اضافہ ہوگا اسی قدر اللہ کی خشیت فرد اور معاشرہ میں مفید نتائج پیدا کرے گی، وہ کہتا ہے: "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" (۳۵/۲۸) اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف وہی خشیت کرتے ہیں جو بہت علم رکھنے والے ہیں۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ کی خشیت کا حکم دیا گیا ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ انسانوں
نہیں بلکہ صرف اللہ سے ڈرو۔ مندرجہ بالا آیت میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ خشیت کی مطلوبہ صورت
قت پیدا ہو سکتی ہے جب علم میں وسعت و گہرائی پیدا ہو۔ یہ اللہ کی خشیت معاشرہ کو اخلاقی
ی بیماریوں اور غلاظتوں سے پاک کرنے کے لئے اسلامی ریاست میں مطلوب ہوگی۔

اسلامی حکومت کا فرض ہوگا کہ وہ اللہ کی خشیت پیدا کرنے کے لئے علوم کو وسعت دے، تعلیم
یادہ سے زیادہ عام کرے، اس کا حصول ہر باشندہ کے لئے ممکن اور آسان بنائے، تعلیم کی راہ
جو مشکلات اور دشواریاں ہیں انہیں دور کر کے ناخواندگی اور جہالت کا استیصال کر دے۔

اللہ تعالیٰ ہر کام میں حسن و نظام، ترتیب و احسان پسند کرتا ہے وہ اصلاح کا حکم دیتا، اور
ڑ سے روکتا ہے۔ اس کا فرمان ہے:۔

"واللہ لا یحب الفساد" (۲/۲۰۵) اور اللہ بدنظمی و فساد کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس ناپسندیدہ و مبغوض عمل یعنی فتنہ و فساد، بدنظمی و انتشار، ابتری اور بگاڑ کو
، سے دور کرنے کے لئے اسلامی حکومت اپنے ہر شعبہ میں حسن و ہم آہنگی، نظم و نسق اور ترتیب
ضباط سے کام لے گی، اپنی پوری قوتوں کو بروئے کار لا کر عوام میں اتفاق و اتحاد اور اصلاح و
نگت پیدا کرنے کی کوشش کرے گی اور جس خرابی کو اللہ پسند نہیں کرتا اسے کسی طرح بھی اپنی
ملکت کی سرحدوں میں داخلہ کی اجازت نہیں دے گی۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ ان اسباب و علل کا
، کھوج لگائے گی جو ملک میں فساد کا باعث بنتے ہیں اور پوری قوت سے ان کا سدّباب کرے گی:

اے سلیم آب ز سرچشمہ ببند
کہ چو پرشد نتواں بستن جوئے

اللہ تعالیٰ نے بہت سے مسائل کا حل ہماری اجتماعی قوتِ فیصلہ کے سپرد کر دیا ہے، اس
کی مرضی ہے کہ ہم نئے پیش آنے والے معاملات میں عقل سے کام لے کر بہتر سے بہترین کو ترجیح دیں،
اس ضمن میں وہ ہمیں ایک دوسرے سے صلاح و مشورہ کرتے رہنے کی ہدایت کرتا ہے، اس کا

ارشاد ہے: "وامرھم شوری بینھم" (۴۲/۳۸)

ایک اسلامی مملکت کا فرض ہے کہ وہ عوام کے معاملات و مسائل حل کرنے، ان کے اختلافات کو مٹانے اور ان میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کے لئے نظام شوریٰ کو جاری کرے، شوریٰ کی جدید اور مفید ترین شکلیں معلوم کرے جن میں زیادہ سے زیادہ عوام کی شرکت و نمائندگی شامل ہو، اور کوئی طبقہ دوسرے طبقہ کا استحصال نہ کر سکے، نہ کوئی طاقت ور اور بااثر شخصیت ویٹو سے کام لے کر من مانی کرنے کا موقع پا سکے۔

عوام کی فلاح و بہبود سے متعلق جملہ مسائل عوام کے حقیقی نمائندوں اور متعلقہ امور کے ماہروں سے مشورہ کے ذریعہ طے کئے جائیں تاکہ پوری قوم اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔

[illegible]

چھ

تحر

پڑا مسلمانوں ر

اصولوں کے مطابق ا

کی تعلیم فرض قرار دے، ہر مسلمان کے دل میں کتاب اللہ کی محبت اور اس کی عظمت راسخ کرے۔ اس کتاب کو تعلیمی نظام میں بنیادی حیثیت دے تاکہ ہر تعلیم یافتہ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھے، کوئی شخص جو قرآن مجید سمجھ کر پڑھنے اور اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی صلاحیت اور اس میں تدبر کرنے کا ملکہ نہ حاصل کرے اعلیٰ تعلیمی ڈگری کا مستحق نہ قرار دیا جائے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کی اس تاکید کے بعد ہمیں ایک اسلامی ریاست میں کسی تعلیم یافتہ فرد یا عہدہ دار کے فہم قرآن سے عاری رہنے کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ ذلت و مسکنت، فقر و درماندگی، پسماندگی و افلاس کو قوموں کے لئے عذاب قرار دیتا ہے، وہ اپنے رسول پر اپنے احسان و انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ" اور اس نے تجھے عیال دار و فقیر پایا تو تجھے آسودہ و تونگر کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں جس طرح کفر سے پناہ مانگتے تھے اسی طرح فقر، قرض اور اس کے غلبہ سے بھی پناہ مانگتے تھے۔

قرآن مجید میں ہے کہ شیطان تم سے فقر کا وعدہ کرتا ہے اور تمہیں بدکرداری و فحش کاری کا حکم دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل (آسودگی) کا وعدہ کرتا ہے (۲/۲۶۸)

اسلامی حکومت ذمہ دار ہے کہ وہ اپنی سرحدوں کے اندر بسنے والوں کی بنیادی ضروریات پوری کرے، انہیں فقر و فاقہ، تنگ حالی اور قرض کے بار سے رہائی دلائے اور تمام وہ تدابیر کام میں لائے جن سے عوام زیادہ سے زیادہ خوش حال ہو کر اپنے فرائض انجام دے سکیں۔ اسلام جن اقدار کو عام کرنا چاہتا ہے، ان کے لئے فقر و فاقہ، خوف و غم، جہالت و امراض، فلاکت [illegible] فحشاء و منکر کبھی بھی سازگار ماحول پیدا نہیں کر سکتے۔

اسلامی حکومت تمام مسلمانوں کی نمائندہ اور احکامِ الٰہی کو نافذ کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ [illegible] غربت و فقر اور اقتصادی مسائل کا حل امیروں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتی بلکہ قرآن کی روشنی میں شوریٰ کے ذریعہ ان مشکلات کا نتیجہ خیز علاج تجویز کرتی، اور پوری قوم کی فلاح و بہبود کے لئے اس علاج کو اپناتی ہے۔

قرآن مجید میں اقوامِ ماضیہ کی تباہی و بربادی کے سلسلہ میں تَرَف (تعیش و عیش کوشی) کو ایک قوی عنصر بتایا گیا ہے، مال کی اندھی محبّت سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ دولت سمیٹ کر اسے جمع (کنز) کرنا عذاب الیم کو دعوت دینے کا سبب بتایا گیا ہے۔ ناحق لوگوں کا مال کھانا، دولت کا صرف تونگروں میں گردش کرنا (ارتکاز) ربٰو (سود) اور میسر (جوا) حرام قرار دیا گیا ہے۔ لہذا اسلامی حکومت کا فریضہ ہوگا کہ وہ مذکورۃ الصدر اقتصادی خرابیاں ملک میں نہ رہنے دے، جس طرح فقر اخلاق رذیلہ کی طرف لے جانا اور اللہ سے دُور کرتا ہے اسی طرح دولت کی فراوانی خدا فراموشی اور حدود دشکنی تک لے جا کر انسان کو "انا ربکم الاعلیٰ" کے اعلان پر ابھارتی ہے۔

اسلامی حکومت محض اخلاقی ضابطوں اور وعظ و نصیحت ہی سے نہیں بلکہ اپنی پوری قوت سے مال و دولت کی حد سے متجاوز محبت کو ختم کرے گی اور اگر لوگ رضا کارانہ انفاق فی سبیل اللہ نہیں کریں گے تو وہ بجبر انھیں جائز ملکیت کی حدود تک محدود کر دے گی اور اس کا یہ عمل دینی تعلیمات کے عین مطابق ہوگا۔

ہم نے نہایت اختصار سے بطور نمونہ اسلامی حکومت کے قرآنی احکام پر عمل پیرا ہونے کے طریقہ پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ دراصل اسلامی حکومت عامۃ المسلمین کا آئینہ اور ان کے احساسات و جذبات کی ترجمان ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ عوام کا دینی شعور بیدار ہو، ان کے دلوں میں سب سے زیادہ اللہ و رسول کی محبّت اور کتاب اللہ کی محبّت راسخ ہو کیونکہ قرآن مجید کے احکام جو یقیناً عوام کی فلاح و بہبودی، مسلمانوں میں وحدت و مرکزیت اور اخوت و تعاون کے احکام ہیں، اپنے نفاد کے لئے جہادِ عظیم کے محتاج ہیں۔

ملک کی اندرونی بے اعتدالیاں اور سماجی برائیاں ہمارے لئے بیرونی دشمن کی فوجوں سے زیادہ ہولناک و تباہ کن ہیں۔ بیرونی دشمن محسوس ہوتا ہے اور یہ شیطانی حیکر انسانی رگ و پے میں جاری و ساری رہتا ہے۔ بیرونی دشمن سے مقابلہ کرنے میں ہمیں اپنی مجموعی قوتوں کا پانچ فیصد نقصان نہیں ہوتا لیکن یہ اندرونی دشمن قوم کو سو فیصدی گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہم نے جس جوش و جذبۂ ایمانی اور اتحاد و اتفاق اور قربانی سے

ام لے کر اپنے بیرونی دشمن کا مقابلہ کیا تھا، اس سے ہزار گنا زیادہ صلاحیتوں سے کام لے کر ہمیں ب اپنی اندرونی شیطانی فوجوں سے جہاد کرنا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث رجعتم من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر" اسی نکتہ کی وضاحت کر رہی ہے۔ آپ نے بیرونی دشمنوں سے جنگ کو" جہاد اصغر" فرمایا اور اپنے نفوس اور معاشرہ میں شیطانی رتوں سے مقابلہ کو" جہاد اکبر" فرمایا۔ "جہاد اکبر" میں مشغول رہنے والوں کے لئے " جہاد اصغر" وئی بڑا مسئلہ نہیں بنتا۔

اگر ہم اور آپ کتاب اللہ کے احکام سمجھنے اور انھیں اپنے ملک میں نافذ کرنے کے لئے سنجیدگی سے عمل کرنے لگیں اور" جہاد اکبر" کے جذبہ سے نہ سہی کم از کم ۱۹۶۵ء کی جنگ کے ہاد اصغر کے جذبہ و جوش سے ہی سرشار ہو کر ملک گیر پیمانہ پر اصلاحی جد و جہد جاری کر دیں ر کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنی مشکلات پر قابو نہ پا سکیں یا ہمارے مسائل حل نہ ہو سکیں۔ اور ہماری سلامی حکومت صحیح راستہ پر نہ چلنے لگے۔

بقیہ : تفسیر طبری

۴۱۔ عنصر المعالی : واگر بندہ لبعمدا کاہلی کند (قابوس نامہ۔ ص ۷۶ تذکار جب ۱۹۵۱ء)

۴۲۔ کروکان۔ گروگان بکسر اول و فتح ثانی گروکردنی (برہان قاطع)۔

۴۳۔ بشوہیذ = بشوہید (؟) یہ قدیم تلفظ ہے جو متداول معاجم میں موجود نہیں۔

۴۴۔ کذا۔ صحیح وارن (بالواو) بفتح ثالث بروزن قارن و بکسر ثالث ہم، (رجوع کنید۔ برہان قاطع)

۴۶۔ درزن۔ سوزن۔

۴۷۔ دشخواری۔ دشواری۔

۴۸۔ اصل۔ ملعران۔ غیر منقوط، تصحیح از مواہب علیہ حسینی (ج ا ص ۲۶۵ طبع کانپور ۱۳۲۶ء)

۴۹۔ حروف ناقابل قرارت۔

۵۰۔ کذا۔

۵۱۔ دستور نجن۔ دست برنجن۔ دستا ورنجن (منوچہری: ص ۶۴۔ تہران۔ ۱۳۳۸ خورشیدی۔